بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰٓى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

یوم شنبہ

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۴/۱۹ | ۱۷ شہادت ۱۳۴۴ ہش ۔ ۱۴ ذوالحجہ ۱۳۸۴ھ ۔ ۱۷ اپریل ۱۹۶۵ء | نمبر ۸۵

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب

ربوہ ۱۶ اپریل بوقت ۸ بجے صبح

کل حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی ۔ اِس وقت بھی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمدللہ

احباب حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں ۔

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

توحید بغیر تین قسم کی تخصیص کے کامل نہیں ہو سکتی

اوّل ذات کے لحاظ سے توحید دوم صفات کے لحاظ سے توحید سوم اپنی محبت کے لحاظ سے توحید

"ظاہر ہے کہ توحید صرف اِس بات کا نام نہیں کہ منہ سے لا الٰہ الا اللہ کہیں اور دل میں ہزاروں بُت جمع ہوں بلکہ جو شخص کسی اپنے کام اور مکر و فریب اور تدبیر کو خدا کی سی عظمت دیتا ہے یا کسی انسان پر ایسا بھروسہ کرتا ہے جو خدا تعالیٰ پر رکھنا چاہیئے یا اپنے نفس کو وہ عظمت دیتا ہے جو خدا کو دینی چاہیئے ان سب صورتوں میں وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک بُت پرست ہے ۔ بُت صرف وہی نہیں جو سونے یا چاندی یا پیتل یا پتھر وغیرہ سے بنائے جاتے ہیں اور ان پر بھروسہ کیا جاتا ہے بلکہ ہر ایک چیز یا قول یا فعل جسکو وہ عظمت دی جائے جو خدا تعالیٰ کا حق ہے وہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں بُت ہے ..... یاد رہے کہ حقیقی توحید جس کا اقرار خدا ہم سے چاہتا ہے اور جس کے اقرار سے نجات وابستہ ہے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو اپنی ذات میں ہر ایک شریک سے خواہ بُت ہو یا انسان ہو خواہ سورج ہو یا چاند ہو یا اپنا نفس یا اپنی تدبیر اور مکر و فریب ہو منزہ سمجھنا اور اس کے مقابل پر کوئی قادر تجویز نہ کرنا ۔ کوئی رازق نہ ماننا ۔ کوئی معز اور مذل خیال نہ کرنا ۔ کوئی ناصر اور مددگار قرار نہ دینا اور دوسرے یہ کہ اپنی محبت اسی سے خاص کرنا اپنی عبادت اسی سے خاص کرنا اپنا خوف اسی سے خاص کرنا ۔ پس کوئی توحید بغیر ان تین قسم کی تخصیص کے کامل نہیں ہو سکتی ۔ اوّل ذات کے لحاظ سے توحید یعنی یہ کہ اس کے وجود کے مقابل پر تمام موجودات کو معدوم کی طرح سمجھنا اور تمام کو ہالکۃ الذات اور باطلۃ الحقیقت خیال کرنا ۔ دوم صفات کے لحاظ سے توحید یعنی یہ کہ ربوبیت اور الوہیت کی صفات بجز ذات باری کسی میں قرار نہ دینا اور جو بظاہر رب الانواع یا فیض رساں نظر آتے ہیں اس کے ہاتھ کا ایک نظام یقین کرنا تیسرے اپنی محبت اور صدق اور صفا کے لحاظ سے توحید یعنی محبت وغیرہ شعارِ عبودیت میں دوسرے کو خدا تعالیٰ کا شریک نہ گرداننا اور اسی میں کھوئے جانا ۔" (سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب ص ۲۹)

اخبارِ احمدیہ

● طلباء اور اساتذہ کرام کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ موسم بہار کی تعطیلات کے بعد ۱۷ اپریل ۱۹۶۵ء بروز ہفتہ کھل رہا ہے ۔ جماعت ششم اور دوسری جماعتوں میں داخلہ بھی اسی روز سے شروع ہوگا ۔ جو احباب اپنے بچوں کو اپنے قومی سکول میں داخل کرانے کا فیصلہ کر چکے ہوں وہ جلد رجوع فرمائیں ۔

(ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ)

● ربوہ ۔ آج مورخہ ۱۶ اپریل بروز جمعہ بعد نماز عشاء پونے ۹ بجے شب مرکزی تربیتی کلاس کے اجلاس میں مکرم قاضی محمد نذیر صاحب فاضل "اسلامی نظام خلافت" کے موضوع پر تقریر فرمائیں گے ۔ احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہو کر مستفید ہوں ۔ (مہتمم تعلیم)

● مکرم غلام مصطفیٰ صاحب امیر جماعت احمدیہ محمود آباد ضلع جہلم اعصابی کمزوری کی وجہ سے دو ماہ سے سخت بیمار ہیں ۔ اور دل بیٹھ جاتا ہے ۔ احباب سے ان کی شفاء کاملہ کے لئے دعا کی درخواست ہے ۔

(ناظر اصلاح و ارشاد)

● ربوہ ۔ مکرم ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب دہلوی جو اپنے فرزند مکرم صوبیدار عبدالمنان صاحب دہلوی کے ہاں احاطہ قصر خلافت میں مقیم ہیں ۔ تا حال بہت بیمار ہیں اور بے حد کمزور ہو گئے ہیں ۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مکرم ڈاکٹر صاحب کو اپنے فضل سے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے ۔ آمین

● ربوہ ۔ مکرم مولوی تاج الدین صاحب سابق کارکن الفضل چند دنوں سے بیمار ہیں ۔ احباب ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں ۔

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا ۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۶۵ء

شورش صاحب کی تجویز اور ہماری پیشکش

"آغا شورش" صاحب آجکل واحد شخصیت ہیں جو فتنہ احرار کے مُردہ میں جان ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور چونکہ احراریوں کو قیام پاکستان سے گہرا تعلق رہا ہے اسلئے آپ قائداعظم مرحوم کے "شوپائے" کے قصائد بھی بڑے زور شور سے شائع کرتے رہتے ہیں۔ اسلئے یہ کہنا ابھی صحیح نہیں ہے کہ جن لوگوں نے ڈٹ کر قیام پاکستان کی مخالفت کی تھی وہ اصلاح پذیر ہو چکے ہیں۔ ع

"ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں"

اگرچہ آغا صاحب طرح طرح سے اس زخم کو تازہ کرتے رہتے ہیں مگر چٹان کی ایک حالیہ اشاعت میں آپ نے ایک نیا ضانہ اور محققانہ انداز اختیار کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:۔

"قادیانیت سے مذہبی بحث میں اُلجھنا عبث ہے اصلی چیز تحریک احمدیت کا نفسیاتی تجزیہ ہے۔۔۔۔ ایسا شخص جو مسلمانوں کی سیاسی تاریخ کا طالب علم ہو اور اس کی نگاہ انگریزوں کی ہندوستان میں آمد سے لے کر ان کے اخراج تک کے حالات پر ہو۔ نیز اس کو اس امر کی تحقیق کا بھی شوق ہو کہ اس عرصہ میں انگریزوں کے ہاتھوں اسلام پر کیا گذری ــــ غرض علامہ اقبال کی مہیا کردہ بنیادوں پر قادیانیت کے سیاسی تجزیہ و تاریخ کو مرتب کرنیوالا شخص نہ صرف اپنے اس عظیم کارنامہ کے لئے ــــ تمام مسلمانوں کے شکریہ کا مستحق ہو گا بلکہ اس کے لئے اللہ اور اس کے حضورؐ کی بارگاہ میں بڑا اجر ہے اس کی یہ کتاب تاریخ کا ایک یادگار کارنامہ ہو گی۔ ایڈیٹر چٹان کی طرف سے اعلان کیا جاتا ہے کہ وہ اس کتاب کے مرتب و مصنف کو کتاب کے معیاری و مستند ہونے پر اپنی جیب سے پانچ ہزار روپیہ نقد دیں گے۔۔۔۔۔ جہاں تک کتاب کے انتخاب کا تعلق ہے یہ کتاب چار مختلف ججوں کے پاس بھیجی جائے گی اور وہ اس امر کا فیصلہ کریں گے کہ ــــ کتاب واقعی تاریخ و تجزیہ کے اس معیار پر پوری اترتی ہے جس کی نشاندہی حضرت علامہ اقبال نے کی ہے۔ ان چاروں ججوں کے بارے میں ہمارا خیال یہ ہے کہ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا امین احسن اصلاحی، مولانا ابوالحسن علی ندوی اور شیخ حسام الدین یہ فرض انجام دیں تو ہر لحاظ سے وہ اس منصب کے اہل ہیں۔ ایڈیٹر چٹان کتاب کا فیصلہ ہوتے ہی یہ رقم ان کے حوالہ کر دیں گے۔ اس غرض سے ــــ دو سال کی مدت کافی ہو گی۔ اواخر اپریل ۱۹۶۷ء تک جو صاحب قلم اٹھائیں اپنے رشحات و کاوشات ایڈیٹر چٹان کی وساطت سے ان ججوں کو پیش کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ ان ججوں کو عذر و انکار نہ ہو۔ عذر و انکار کی صورت میں کسی دوسرے بزرگ کا انتخاب ہو جائے گا۔ اللہ کرے یہ تاریخ تیار ہو جائے۔"

(چٹان ۱۲ اپریل ۱۹۶۵ء)

آغا صاحب نے اس کتاب کی خوبی جانچنے کیلئے چار ججوں کا کمشن بھی تجویز کیا ہے۔

۱۔ ابوالاعلیٰ مودودی

۲۔ امین احسن اصلاحی

۳۔ ابوالحسن علی ندوی

۴۔ شیخ حسام الدین

آغا صاحب کی نظر میں یہی سب سے بڑے احمدیت کے مخالف ہیں اس لئے انہی کو منتخب کیا گیا ہے مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے سب ہی شکست خوردہ ہیں۔ لوگ ان کے فیصلہ پر کیا اعتبار کریں گے اور آغا صاحب کی گاڑھے پسینہ کی کمائی پانچ ہزار روپیہ ناحق ضائع جائے گی۔ اس لئے ہم آغا صاحب کی خدمت میں اس سے بھی ایک بہتر تجویز پیش کرتے ہیں کہ نہ ہینگ لگے نہ پھٹکڑی اور رنگ بھی چوکھا دے۔

تجویز یہ ہے کہ احمدیوں اور مخالفین کے درمیان متنازعہ فیہ مسائل کے متعلق ایک ایک تحریری مباحثہ برپا کیا جائے۔ آغا صاحب تمام دنیا کے علماء میں سے انتخاب کر سکتے ہیں سات سات پرچے دونوں طرف سے ہوں پھر ان جوابوں اور جواب الجوابوں کو تین زبانوں اردو، عربی اور انگریزی میں مشترکہ خرچ سے چھپوا کر لائبریریوں اور خاص افراد کو مفت بھیجا جائے۔ اس طرح ایک دفعہ فیصلہ ہو جائے گا اور روز روز کی چخ چخ سے آپ کو بھی نجات مل جائے گی اور آپ کو اپنے پلّے سے بھی کچھ خرچ کرنا نہیں پڑے گا۔ آپ اس کا اہتمام مولانا مودودی صاحب کے سپرد کر سکتے ہیں۔ وہ خوشی سے اس کام کو سرانجام دے سکیں گے۔

شورش صاحب کے نوٹ کا جو پہلا فقرہ ہم نے اوپر نقل کیا ہے اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ مذہبی بحث میں یہ لوگ احمدیت کے مقابلہ میں شکست خوردہ ہیں۔ اس لئے ہمیں یقین ہے کہ شورش صاحب صحیح فیصلہ کی طرف بالکل نہیں آئیں گے۔ جہاں تک اس عہد کی تاریخ لکھنے کا معاملہ ہے تو ایسی تاریخ واقعی لکھنی چاہیئے مگر اس سے احمدیت کو کوئی خاص خصوصیت نہیں ہو گی بلکہ بڑے بڑے جید علمائے اسلام کی نفسیات کا تجزیہ بھی انہی لائنوں پر کرنا پڑے گا اور اس طرح شورش صاحب کے حسب منشاء فیصلہ کرنا مشکل ہو جائے گا اور اسلام کو کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ البتہ اگر مذہبی رنگ میں ایک دفعہ فیصلہ کُن مباحثہ ہو جائے تو اس سے واقعی اسلام کو فائدہ پہنچے گا اور حق و باطل واضح ہو جائے گا۔ جس سے ہر کہ ومہ استفادہ کر سکے گا۔ اور دنیا کو علم ہو جائے گا کہ انسان میں احمدیت جو ولولہ پیدا کر دیتی ہے اس کی بنیاد کن باتوں پر ہے اور کیوں مسلمانوں میں آج صرف یہی ایک جماعت ہے جو تبلیغ دین کا فریضہ کما حقّہٗ ادا کر رہی ہے۔

جماعت احمدیہ کس لئے کھڑی ہوئی ہے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع سے خدا ملتا ہے اور آپؐ کی اتباع کو چھوڑ کر خواہ کوئی ساری عمر ٹکریں مارتا رہے گوہر مقصود اسکے ہاتھ نہیں آ سکتا۔ چنانچہ سعدی بھی آنحضرت صلعم کی اتباع کی ضرورت بدیں الفاظ بتاتا ہے ؎

بزہد و ورع کوش وصدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفےٰؐ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی راہ کو ہرگز نہ چھوڑو۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ قسم قسم کے وظیفے لوگوں نے ایجاد کر لئے ہیں۔ الٹے سیدھے لٹکتے ہیں اور جوگیوں کی طرح راہبانہ طریقے اختیار کئے جاتے ہیں لیکن یہ سب بیفائدہ ہیں۔ انبیاءؑ کی یہ سنت نہیں کہ وہ الٹے سیدھے لٹکتے رہیں یا نفی اثبات کے ذکر کریں اور آرہ کے ذکر کریں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اِسی لئے اسوۂ حسنہ فرمایا۔ لکم فی رسول اللہ اسوة حسنة آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلو اور ایک ذرّہ بھر بھی اِدھر یا اُدھر ہونے کی کوشش نہ کرو۔

غرض منعم علیہم لوگوں میں جو کمالات ہیں اور صراط الّذین انعمت علیہم میں جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے اُن کو حاصل کرنا ہر انسان کا اصل مقصد ہے اور ہماری جماعت کو خصوصیت سے اس طرف متوجّہ ہونا چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کے قائم کرنے سے یہی چاہا ہے کہ وہ ایسی جماعت تیار کرے جیسی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تیار کی تھی تاکہ اس آخری زمانہ میں یہ جماعت قرآن شریف اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور عظمت پر بطور گواہ ٹھہرے۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اوّل صـ ۳۵۶)

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"آپ کوئی نیا پیغام دنیا کیلئے نہیں لائے مگر وہی پیغام جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو سنایا تھا مگر دنیا اسے بھول گئی۔ وہی پیغام جو قرآن کریم نے پیش کیا تھا مگر دنیا نے اسکی طرف سے منہ موڑ لیا اور وہ یہی پیغام ہے کہ تمام کائنات کا پیدا کرنیوالا ایک خدا ہے اسنے انسان کو اپنی محبت اور تعلق کیلئے پیدا کیا ہے۔ اپنی صفات کو اسکے ذریعہ سے ظاہر کرنے کے لئے اسے بنایا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے واذ قال ربّك للملٰئكة انی جاعلٌ فی الارض خليفة۔ (سورہ بقرہ) پس آدمؑ اور اسکی نسل خدا تعالیٰ کی خلیفہ یعنی اسکی نمائندہ ہے وہ خدا تعالےٰ کی صفات کو دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ پس تمام بنی نوع انسان کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنی زندگیوں کو خدا تعالےٰ کی صفات کے مطابق بنائیں اور جس طرح ایک نمائندہ اپنے تمام کاموں میں اپنے مؤکل کی طرف بار بار متوجہ ہوتا ہے اور ایک غلام ہر نیا قدم اٹھانے سے پہلے اپنے آقا کی طرف دیکھتا ہے۔ اسیطرح انسان کا بھی فرض ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسا تعلق پیدا کرے کہ خدا تعالیٰ اسکی ہر دم اور ہر کام میں راہنمائی کرے اور تمام چیزوں سے زیادہ وہ اس کا محبوب ہو اور تمام باتوں میں وہ اسپر توکل کرنے والا ہو اور اسی فرض کو پورا کروانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام دنیا میں آئے۔ ان کا یہ کام تھا کہ وہ دنیا دار لوگوں کو دیندار بنائیں۔ اسلام کی حکومت دلوں پر قائم کریں اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پھر اپنے روحانی تخت پر بٹھائیں جس تخت پر سے اتارنے کیلئے شیطانی طاقتیں اندرونی اور بیرونی حملے کر رہی ہیں۔"

(احمدیت کا پیغام صـ ۳۵-۳۶)

عید الاضحیٰ ہمیں یہ سبق دیتی ہے

کہ نفس امّارہ پر موت وارد کر کے ہم اسلام کی راہ میں ہر قربانی کیلئے تیار رہیں

محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس کا خطبہ عید الاضحیٰ

مورخہ ۱۳ اپریل کو مسجد مبارک ربوہ میں محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے عید الاضحیٰ کے موقعہ پر جو خطبہ دیا اس کا مکمل متن افادۂ احباب کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

لن ینال اللہ لحومھا ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقوٰی منکم کذالک سخرھا لکم لتکبروا اللہ علیٰ ما ھدٰکم وبشر المحسنین۔ ان اللہ یدٰفع عن الذین اٰمنوا ان اللہ لا یحب کل خوان کفور۔ اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان اللہ علیٰ نصرھم لقدیر الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع وبیع وصلوات ومساجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا ولینصرن اللہ من ینصرہ ان اللہ قوی عزیز (الحج)

آج عید الاضحیٰ کا دن ہے اور عید الضحیٰ کے معنی ہیں قربانیوں کی عید۔ اور یہ عید حج بیت اللہ کا فریضہ ادا کرنے کے بعد منائی جاتی ہے۔ اور اس موقعہ پر ہر ذی مقدرت مسلمان ایک جانور کی قربانی دیتا ہے۔ حج کیا چیز ہے اور قربانی میں کیا حکمت ہے؟ حج ایک عاشقانہ رنگ کی عبادت ہے۔ جیسے ایک عاشق یہ خبر پا کر کہ اس کا معشوق فلاں مقام پر جلوہ افروز ہے۔ اس مقام کی طرف دیوانہ وار دوڑ پڑتا ہے۔ اسی طرح حج کرنے والا مسلمان ہر قسم کے تعلقات توڑ کر گھر سے بے گھر اور بچوں اور بیوی سے جدا ہو کر اور تنعم اور تعیش کے تمام لوازم و اسباب چھوڑ کر اور زیب و زینت سے بے پرواہ ہو کر دو سفید چادریں زیب تن کرکے ننگے سر ان مقامات کی طرف جہاں اس کے محبوب نے تجلی فرمائی تھی۔ بے تحاشا دوڑ پڑتا ہے۔ اور اپنے محبوب ازلی کے تصور میں فنا ہو کر لبیک اللھم لبیک کہ اے میرے محبوب خدا میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں کی صدا لگاتے ہوئے دیوانہ وار چلا جاتا ہے۔ وہ بیت اللہ کا طواف کرتا ہے۔ پھر صفا اور مروہ پر جاتا ہے جہاں ایک بے چاری مامتا کی ماری ضعیف و ناتواں عورت پر خدا تعالیٰ نے تجلی فرمائی تھی۔ اور اس عورت کی طرح جس نے اپنے نحیف و زار پیاسے بچے کے لئے پانی کی تلاش میں حیرانی و پریشانی کی حالت میں سات چکر کاٹے تھے وہ ان پہاڑیوں پر چڑھتا اور نیچے اترتا ہے۔ اور دونوں پہاڑیوں کے درمیانی فاصلہ کو دوڑ کر طے کر کے دوسری پہاڑی کی چوٹی پر پہنچتا ہے جیسا کہ حضرت ہاجرہؑ نے کیا تھا۔ اور حج کے ایام ایک عاشق زار کی مانند اپنے محبوب ازلی کی تلاش میں دیوانہ وار گزارتا ہے اور جب اس کی یہ جستجو اپنے کمال کو پہنچ کر حقیقی توبہ کا رنگ اختیار کر کے اپنے محبوب کو پا لیتی ہے۔ تو وہ ایک حیوان بکری یا دنبہ وغیرہ کی قربانی پیش کر کے اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ آج سے میں اپنے نفس سے اس حیوانی حصہ کو جو انسان کو بدی کی طرف مائل کرتا ہے جسے نفس امارہ کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے موت وارد کرتا ہوں اور تصویری زبان میں اس امر کا اقرار کرتا ہوں کہ جیسے یہ جانور جو مجھ سے ادنیٰ ہے اور میرے لئے قربان ہوا ہے۔ اسی طرح اگر مجھے بھی مجھ سے اعلیٰ مقاصد جیسے اعلائے کلمۃ الحق اور قیام حق و صداقت کے لئے اپنی جان دینی پڑے گی۔ تو میں بھی خوشی سے اپنی جان قربان کر دوں گا۔ اور قربانی کا یہی وہ فلسفہ ہے جو ان آیات میں بیان کیا گیا ہے۔ جو میں نے تلاوت کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا بلکہ قربانی کرنے والوں کا تقویٰ پہنچتا ہے۔ اور تقویٰ کا مفہوم یہی ہے کہ انسان اپنے لئے ایک موت اختیار کرے۔ اور نفسانی خواہشات اور نفسانی اغراض سے بچے اور اللہ کے احکام پر پورا پورا عمل کرے۔ اور اس کی ممنوعہ اشیاء سے کلی مجتنب رہے۔ اور اس کی زندگی اور موت اور اس کی ہر حرکت و سکون اور ہر قول و فعل محض خدا کے لئے ہو جائیں۔ اور قربانی میں دوسری حکمت یہ ہے کہ قربانی کرنے والا اپنی ذات سے اعلیٰ چیز کے لئے اپنے نفس کی قربانی پیش کرنے سے بھی دریغ نہیں کرے گا دوسری اور تیسری آیت میں بیان ہوئی ہے جن میں مومنوں کو مدافعانہ قتال کی اللہ تعالیٰ نے اجازت فرمائی ہے اور حکم دیا ہے کہ وہ بھی اب ظالموں سے مقابلہ کے لئے صف آراء ہوں اور اپنی جانیں خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خطبہ الہامیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ قربانی کا نام عربی زبان میں نسیکہ رکھا گیا ہے۔ جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ "حقیقی پرستار اور سچا عابد وہی شخص ہے جس نے اپنے نفس کو معہ اپنی تمام قوتوں اور معہ اس کے ان محبوبوں کے جن کی طرف اس کا دل کھینچا گیا ہے۔ اپنے رب کی رضا جوئی کے لئے ذبح کر ڈالا ہے۔ اور خواہش نفسانی کو ذبح کیا۔ یہاں تک کہ تمام خواہشیں پارہ پارہ ہو کر نابود ہو گئیں اور خود بھی گداز ہو گیا اور اس کے وجود کا کچھ نمونہ نہ رہا اور چھپ گیا۔ اور فنا کی تند ہوائیں اس پر چلیں۔ اور اس کے وجود کے ذرات کو اس ہوا کے سخت دھکے اڑا لے گئے۔ پس یہ دو معنوں کا اشتراک جو نسک کے لفظ میں پایا جاتا ہے۔ اس بھید کی طرف اشارہ ہے۔ کہ وہ عبادت جو آخرت کے خسارہ سے نجات دیتی ہے۔ ھی ذبح نفس الامارۃ ونحرھا بمدی الانقطاع الی اللہ ذی الآلاء والامر والامارۃ۔ یعنی اس نفس امارہ کا ذبح کرنا ہے جو ہر وقت بدی کا حکم دیتا ہے۔ پس نجات اس میں ہے کہ اس برا حکم دینے والے کو انقطاع الی اللہ کے کاردوں سے ذبح کر دیا جائے۔ اور خلقت سے قطع تعلق کر کے خدا تعالیٰ کو اپنا مونس اور آرام جاں قرار دیا جائے۔ اور اس کے ساتھ انواع و اقسام کی تلخیوں کی برداشت بھی کی جائے۔ تا نفس غفلت کی موت سے نجات پائے۔

وھذا ھو معنی الاسلام وحقیقۃ الانقیاد التام والمسلم من اسلم وجھہ للہ رب العٰلمین ولہ نحر ناقۃ نفسہ وتلھا للجبین اور یہی اسلام کے معنی ہیں۔ اور یہی کامل اطاعت کی حقیقت ہے۔ اور مسلمان وہ ہے جس نے اپنے آپ کو ذبح ہونے کے لئے خدا کے آگے رکھ دیا۔ اور اپنے نفس کی اونٹنی کو اس کے لئے قربان کر دیا ہو۔ اور ذبح کے لئے پیشانی کے بل اسے گرا دیا ہو۔ اور موت سے ایک دم غافل نہ ہو۔ پس حاصل کلام یہ ہے کہ ذبیحے اور قربانیاں جو اسلام میں مروج ہیں۔ وہ سب اسی مقصود کے لئے جو بذل نفس ہے بطور یاددہانی ہیں۔ اور اس مقام کو حاصل کرنے کے لئے ایک ترغیب ہے۔ اور اس حقیقت کے لئے جو سلوک تام کے بعد حاصل ہوتی ہے ایک ارہاص ہے اسی طرح فرمایا:۔

ومن ضحی مع علم حقیقۃ ضحیتہ وصدق طویتہ وخلوص نیتہ فقد ضحی بنفسہ ومھجتہ وابنائہ وحفدتہ ولہ اجر عظیم کاجر ابراھیم عند ربہ الکریم۔ یعنی جس نے اپنی قربانی کی حقیقت کو معلوم کر کے قربانی ادا کی۔ اور صدق دل اور خلوص نیت سے ادا کی پس اس نے جان اپنی جان اور اپنے بیٹوں اور اپنے پوتوں کی قربانی کر دی اور اس کے لئے بہت بڑا اجر ہے جیسا کہ ابراہیم کے لئے اس کے خدا کے نزدیک تھا۔"

پس اسلام کا لفظ ہی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جیسے ایک بکرا ذبح کیا جاتا ہے۔ ویسے ہی انسان خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان دینے کے لئے تیار رہے۔ الغرض انسان حقیقی مسلمان اسی وقت ہوتا ہے۔ جب وہ اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی دے کر اور اپنے وجود کو اس کے لئے وقف کر کے اور اسکی رضا میں محو ہو کر ایسے صدق اور اخلاص سے اس کی طرف جھک جائے۔ اور اس محبوب حقیقی کے سوا کوئی اس کا نہ رہے۔ اور اس کی نفسانی زندگی اور نفسانی جذبات پر موت وارد ہو جائے اور اس کے وجود کے تمام پرزے اور نفس کی تمام قوتیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں لگ جائیں۔ اور اسکی ہر حرکت اور سکون اور اس کی زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے لئے ہو جائے۔

اور یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر نبی کا زمانہ قربانیوں کا زمانہ ہوتا ہے۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ اور آپ کے بعد کامل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ خاص طور پر قربانیوں کے زمانے ہیں۔ جن کے لئے عید الاضحیہ کے دن کی قربانیاں ایک نشان کے طور پر ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"یہ ہمارا زمانہ اس مہینے یعنی ذوالحجہ سے مناسبت تام رکھتا ہے۔ کیونکہ یہ آخری زمانہ ہے اور یہ مہینہ بھی اسلام کے مہینوں میں سے آخری ہے اور دونوں ختم ہونے کے قریب ہیں۔ فی ھذہ الضحایا وفی ذالک ضحایا والفرق فرق الاصل والعکس المرایا وقد سبق محمد جھانی زمن خیر البرایا"

یعنی اس آخری مہینہ میں بھی قربانیاں اور اس آخری زمانہ میں بھی قربانیاں ہیں اور فرق صرف اصل اور عکس کا ہے۔ جو آئینہ میں پڑتا ہے اور اس کا نمونہ زمانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں گزر چکا ہے۔

اور فرماتے ہیں :-

"یہ مہینہ قربانی کا مہینہ کہلاتا ہے ورد رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی حقیقی قربانیوں کا کامل نمونہ دکھانے کے لئے تشریف لائے جیسے آپ لوگ بکری، اونٹ گائے، دنبہ ذبح کرتے ہو ویسا ہی وہ زمانہ گزرا ہے جو آج سے تیرہ سو سال پیشتر خدا تعالیٰ کی راہ میں انسان ذبح ہوئے حقیقی طور پر عید الاضحیٰ وہی تھی اور اسمیں ضحیٰ کی روشنی تھی۔ یہ قربانیاں اس کا لبّ (مغز) ہیں پوست ہیں۔ روح ہیں جسم ہیں۔ ۔ ۔ حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے کے ذبح کرنے میں خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں دریغ نہ کیا۔ اس میں مخفی طور پر یہی اشارہ تھا کہ انسان ہمہ تن خدا تعالیٰ کا ہو جائے اور خدا تعالیٰ کے حکم کے سامنے اس کی اپنی جان اپنی اولاد اور اپنے اقربا اور اعزاء کا خون بھی خفیف نظر آئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو ہر ایک پاک ہدایت کا کامل نمونہ تھے کیسی قربانی ہوئی۔ خونوں سے جنگل بھر گئے۔ خون کی ندیاں بہہ نکلیں باپوں نے اپنے بچوں کو بیٹوں نے اپنے باپوں کو قتل کیا اور وہ خوش ہوتے تھے کہ اسلام اور خدا تعالیٰ کی راہ میں قیمہ قیمہ اور ٹکڑے ٹکڑے بھی کئے جاویں تو انکو راحت ہوگی۔" (ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ)

قرآن مجید اور کلام مسیح موعود علیہ السلام سے ظاہر ہے کہ آج عید کے دن جو قربانیاں کی جاتی ہیں ان سے ایک غرض تو یہ ہے کہ قربانی دینے والا نفسِ امارہ پر موت وارد کرکے اپنی زندگی کو خدا کی رضا اور منشا کے مطابق بنائے۔ دوسرے اسلام اور خدا تعالیٰ کی راہ میں ضرورت پڑے تو ہر چیز حتیٰ کہ اپنے نفس کو بھی بخوشی قربان کر دے۔

اور یہ دونوں قسم کی قربانیاں جس شاندار طریق سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے کیں اور جنکی نظیر گزشتہ امتوں میں تلاش کرنا بے سود ہے اسی طرح آپ کے خادم اور بروز کامل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہؓ نے بھی ویسی ہی شاندار حقیقی قربانیاں پیش کیں اور انہوں نے صحابہؓ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح صدق اور اخلاص دکھایا اور خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر طرح کے مصائب برداشت کئے۔

اس وقت میں صحابہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قربانیوں میں سے بطور نمونہ ایک ایک فرد کی قربانی پیش کرتا ہوں۔

حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک مخلص و جاں نثار صحابی حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشرکوں نے ایک موقعہ پر قید کر لیا تھا اور مکہ لے آئے تھے اور ان کے قتل کے لئے ایک دن بطور جشن منایا گیا اور عام لوگوں کو حاضری کے لئے دعوت دی گئی۔ جب ان کے قتل کئے جانے کا مقررہ وقت آگیا اور لوگ اکٹھے ہو گئے اور انہیں اسلام سے مرتد کرانے کے لئے ان کی سب کوششیں ناکام ہو گئیں اور جلاد تلوار لئے کھڑا تھا تو آپ نے یہ اشعار پڑھے۔

ع

ولست ابالی حین اقتل مسلما
علی ای جنب کان للہ مصرعی

وذالک فی ذات الالٰہ وان یشاء
یبارک علی اوصال شلو ممزع

یعنی جبکہ میں مسلم ہونے کی حالت میں قتل کیا جا رہا ہوں تو مجھے اس امر کی کچھ پرواہ نہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کی خاطر قتل کے وقت کس پہلو پر گرتا ہوں اور یہ میرا قتل ہونا صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے ہے اگر وہ چاہے تو میرے پارہ پارہ ٹکڑوں پر برکت نازل فرمائیگا حضرت خبیبؓ نے آخری مصرعہ ختم کیا اور اپنا سر قتل کے لئے جلاد کے سامنے رکھ دیا۔ اور جلاد کی تلوار انکی گردن پر پڑی اور سر تن سے جدا ہو گیا۔ یہ بڑا ہی دردناک و دل گداز منظر تھا۔ جو لوگ اس واقعہ کو دیکھنے کے لئے جمع ہوئے تھے ان میں سے ایک سعید بن عامرؓ بھی تھے جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے۔ جب کبھی انکے سامنے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے قتل کا ذکر ہوتا تو ان پر غشی آجایا کرتا تھا۔

اب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک مخلص و فدائی صحابی کی قربانی کا حال سناتا ہوں۔ اور وہ حضرت صاحبزادہ سید عبد اللطیف صاحب شہیدؓ رئیس علاقہ خوست افغانستان کی شہادت کا واقعہ ہے حضرت صاحبزادہ صاحب علاقہ خوست کے ایک بڑے جاگیردار اور دربار شاہی میں ممتاز منصب رکھتے تھے۔ چنانچہ اخبار وطن لاہور نے ۲۸۔ اگست ۱۹۰۳ء کے پرچہ میں آپ کے دردناک واقعہ شہادت کی خبر زیر عنوان "ایک احمدی کا قتل" شائع کی اور یہ ذکر کرکے کہ آپ داتا گنج بخش صاحب کی اولاد میں سے تھے لکھا :-

"وہ امیر صاحب کی طرف سے اول حد بندی میں شامل تھے اور ایک ہزار روپیہ آپ کو بخشش ملتی تھی اور خاص کابل میں امیر صاحب نے ان کو ایک جیّد عالم ہونے کی وجہ سے افسر عطاء مقرر کیا تھا معلوم نہیں کہ ان کو مرزا صاحب قادیانی سے کس طرح جان پہچان ہو گئی کہ موسم سرما گزشتہ میں وہ خوست سے باجازت امیر حبیب اللہ خاں صاحب حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوئے اور بجائے حج کے مرزا صاحب کے پاس چلے گئے۔ اور جب وہ دو تین ماہ رہ کر خوست میں واپس آئے تو مرزا صاحب کے چند رسالے مع اپنے عقیدہ تحریری کے سردار نصر اللہ خاں صاحب کی خدمت میں بھیج دیئے جس پر فوراً بارہ سوار کابل سے آئے اور مولوی مذکور کو گرفتار کرکے لے گئے اور اسکو علماء کے سپرد کیا گیا انہوں نے اس کو مرزائی عقیدہ سے تائب ہونے کے لئے کہا مگر وہ تائب نہ ہوا جس پر عام مجمع علماء اور رؤساء کے سامنے اس کو سنگسار کیا گیا اس خاندان کے باقی اشخاص بھی اگرچہ مرزائی عقیدہ کے پیرو نہ تھے تاہم مرد و زن وہ بھی گرفتار کئے گئے ہیں اور ان کا اثاث البیت نیلام ہو کر کابل جانے کا حکم ہوا ہے۔"

شہید مرحوم کو قادیان میں ہی بذریعہ الہام یہ علم ہو گیا تھا کہ آپ شہید کئے جائیں گے۔ اور جب آپ قادیان سے واپس جانے لگے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان کی مشایعت کیلئے بہت دور تک ان کے ساتھ تشریف لے گئے تو رخصت ہونے کے وقت حضرت صاحبزادہ صاحب پر سخت رقت طاری ہو گئی اور فرط محبت میں آپ بے اختیار حضرتؑ کے قدموں پر گر گئے۔ انکی اس حالت کو دیکھ کر حضرت اقدس آبدیدہ ہو گئے تو آپ نے صاحبزادہ صاحب کو اٹھنے کے لئے کہا کیونکہ آپ پسند نہ فرماتے تھے کہ کوئی شخص آپ کے پاؤں پر گرے مگر وہ بدستور اسی طرح پڑے رہے اس پر آپ نے فرمایا الامر فوق الادب حضورؑ کا یہ فرمان سنکر فوراً کھڑے ہو گئے اور عرض کیا کہ حضورؑ میری بیتابی اور بیقراری کی وجہ یہ ہے کہ میرے دل کو یقین ہے کہ اس زندگی میں میں پھر آپ کو نہیں دیکھ سکوں گا۔ یہ آپ کا آخری دیدار ہے جو میں کر رہا ہوں۔ جب آپ خوست پہنچے تو آپ کو گرفتار کر لیا گیا اور کابل لاکر قید خانے میں رکھا گیا۔ اور علماء سے مباحثہ ہوا مگر اس تحریری بحث کو امیر کے پیش نہ کیا گیا بلکہ کفر کا فتویٰ امیر صاحب کی خدمت میں بھیجا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"جب شہید مرحوم نے ہر ایک مرتبہ توبہ کرنے کی فہمائش پر توبہ کرنے سے انکار کر دیا تو امیر نے ان سے مایوس ہو کر اپنے ہاتھ سے ایک لمبا چوڑا کاغذ لکھا اور اس میں مولویوں کا فتویٰ درج تھا اور اس میں یہ لکھا کہ ایسے کافر کی سزا سنگسار کرنا ہے۔ تب وہ فتویٰ اخوند زادہ مرحوم کے گلے میں لٹکا دیا گیا اور پھر امیر نے حکم دیا کہ شہید مرحوم کے ناک میں چھید کرکے اس میں رسی ڈال دی جائے اور اس رسی سے شہید مرحوم کو کھینچ کر مقتل یعنی سنگسار کرنے کی جگہ تک پہنچایا جائے۔ چنانچہ اس ظالم امیر کے حکم سے ایسا ہی کیا گیا اور ناک کو چھید کر سخت عذاب کیساتھ اس میں رسی ڈالی گئی تب اس رسی کے ذریعہ سے شہید مرحوم کو نہایت ٹھٹھے اور ہنسی اور گالیوں اور لعنت کے ساتھ مقتل تک لے گئے اور امیر اپنے مصاحبوں کے ساتھ مع قاضیوں مفتیوں اور دیگر اہل کاروں کے یہ دردناک نظارہ دیکھتا ہوا مقتل تک پہنچا اور شہر کی ہزارہا مخلوق جن کا شمار کرنا مشکل ہے اس تماشہ کے دیکھنے کے لئے گئی جب مقتل پر پہنچے تو شہزادہ مرحوم کو کمر تک زمین میں گاڑ دیا گیا اور پھر اس حالت میں جبکہ وہ کمر تک زمین میں گاڑ دیئے گئے تھے امیر ان کے پاس گیا اور کہا کہ اگر تو قادیانی سے جو مسیح موعود کا دعوےٰ کرتا ہے انکار کرے تو اب بھی میں تجھے بچا لیتا ہوں۔ اب تیرا آخری وقت ہے اور یہ آخری موقع ہے جو تجھے دیا جاتا ہے اور اپنی جان اور اپنے عیال پر رحم کر تب شہید مرحوم نے جواب دیا کہ نعوذ باللہ سچائی سے کیونکر انکار ہو سکتا ہے اور جان کی کیا حقیقت ہے۔ اور عیال اطفال کیا چیز ہیں جن کے لئے میں ایمان کو چھوڑ دوں مجھ سے ہرگز ایسا نہیں ہوگا اور میں حق کے لئے مرونگا تب قاضیوں اور مفتیوں نے شور مچایا کہ کافر ہے۔ کافر ہے۔ اس کو جلد سنگسار کرو۔ اس وقت امیر اور اس کا بھائی نصر اللہ خاں اور قاضی اور عبدالاحد کمیدان یہ لوگ سوار تھے اور باقی تمام لوگ پیادہ تھے۔ جب ایسی نازک حالت میں شہید مرحوم نے بار بار کہہ دیا کہ میں ایمان کو جان پر مقدم رکھتا ہوں۔ تب امیر نے قاضی کو حکم دیا کہ پہلا پتھر تم چلاؤ کہ تم نے کفر کا فتوےٰ لگایا ہے۔ قاضی نے کہا کہ آپ بادشاہ وقت ہیں آپ چلاویں۔ تب امیر نے جواب دیا کہ شریعت کے تم ہی بادشاہ ہو اور تمہارا ہی فتوےٰ ہے اسمیں میرا کوئی دخل نہیں۔ تب قاضی نے گھوڑے سے اتر کر ایک پتھر چلایا جس پتھر سے شہید مرحوم کو زخم کاری لگا اور گردن جھک گئی۔ پھر بعد اس کے بدقسمت امیر نے اپنے ہاتھ سے پتھر چلایا۔ پھر کیا تھا۔ اس کی پیروی سے ہزاروں پتھر اس شہید پر پڑنے لگے اور کوئی حاضرین میں سے ایسا نہ تھا جس نے اس شہید پر پتھر نہ پھینکا ہو۔ یہاں تک کہ کثرت پتھروں سے شہید مرحوم کے سر پر ایک کوٹھا پتھروں کا جمع ہو گیا یہ ظلم سنگسار کرنا ۱۴ر جولائی (۱۹۰۳ء) کو وقوع میں آیا۔ ۔ ۔ ۔ شاہزادہ عبد اللطیف کیلئے جو شہادت مقدر تھی وہ ہو چکی اب ظالم کا پاداش باقی ہے۔ ۔ ۔ اے عبد اللطیف تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا۔ اور جو لوگ میری جماعت میں سے میری موت کے بعد رہیں گے میں نہیں جانتا کہ وہ کیا کام کریں گے۔"

شہید مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے بے نظیر استقامت اور شجاعت عطا فرمائی تھی۔ جب شہید مرحوم پہلا پتھر لگنے پر خاموش ہو گئے تو امیر حبیب اللہ خاں نے اعلان کیا کہ صاحبزادہ صاحب نے توبہ کر لی ہے۔ پتھر مارنے بند کر دو تو آپ نے فارسی زبان میں کہا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ یہ جھوٹ بولتا ہے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے ایمان پر قائم ہوں پھر کہا اے پتھرو تم گواہ رہنا کہ میں حضرت قادیانی کو مسیح موعود مانتا ہوں۔ اے ریت کے ذرو تم بھی گواہ رہنا کہ میں حضرت احمدؑ قادیانی پر ایمان رکھتا ہوں اے زمین اے آسمان اور اے ہواؤ تم بھی گواہ رہنا کہ میں نے حضرت احمدؑ قادیانی کا ایک منٹ کے لئے بھی انکار نہیں کیا۔ غرضیکہ بڑے جوش کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ سے اپنے اخلاص و محبت اور ایمان کا اظہار کرتے رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان کے اخلاص اور محبت اور ایمان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

این چنیں باید خدا را بندۂ
سر پئے دلدار خود افگندۂ
او پئے دلدار از خود مردہ بود
از پئے تریاق زہر خوردہ بود

یعنی خدا کا بندہ ایسا ہی ہونا چاہیئے جو دلبر کی خاطر اپنا سر دے چکا ہو۔ وہ اپنے محبوب کی خاطر اپنے نفس پر موت وارد کر چکا تھا اور اسنے رضائے الہٰی کا تریاق حاصل کرنے کے لئے اپنے نفس کی لذات ختم کرکے قربانی کا زہر کھا لیا تھا۔

ے

اندریں موت است پنہاں صد حیات
زندگی خواہی بخور جام ممات

اس قسم کی موت کے نیچے سینکڑوں زندگیاں پوشیدہ ہیں لہذا اگر تم بھی خاص الخاص زندگی کے خواہاں ہو تو آؤ تم بھی موت کا پیالہ چکھ کر زندہ جاوید ہو جاؤ۔

حضرت صاحبزادہ سید عبد اللطیف رضی اللہ عنہ نے اپنے پیچھے ایک اہلیہ اور پانچ فرزند چھوڑے حادثہ شہادت کے بعد حکومت افغانستان کی طرف سے ان پر سخت مظالم ڈھائے گئے مگر انہوں نے بھی قابل رشک صبر و استقلال کا نمونہ دکھایا۔ حضرت شہید کے دو نوجوان فرزند صاحبزادہ محمد سعید جان اور صاحبزادہ محمد عمر جان جیل فیور سے شہید ہو گئے۔ آپ کی بیگم صاحبہ ہر موقعہ پر یہی فرماتی رہیں کہ اگر احمدیت کی وجہ سے میں اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے شہید کر دیئے جائیں تو میں خدا تعالےٰ کی بے حد شکر گزار ہوں گی اور ہاں پھر بھی اپنے عقائد میں تبدیلی نہ کروں گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صاحبزادہ موصوف کی شہادت کے حادثہ ہائلہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"یہ خون بڑی بے رحمی کے ساتھ کیا گیا ہے اور آسمان کے نیچے ایسے خون کی نظیر نہیں ملیگی ہائے اس نادان امیر نے کیا کیا کہ ایسے معصوم شخص کو کمال بے دردی سے قتل کر کے اپنے تئیں تباہ کر لیا۔ اے کابل کی زمین تو گواہ رہ کہ تیرے پر سخت جرم کا ارتکاب کیا گیا۔ اے بدبخت زمین! تو خدا کی نظر سے گر گئی کہ تو اس ظلم عظیم کی جگہ ہے۔"

اور اللہ تعالےٰ نے ان سب کو جو آپ کی شہادت کا باعث ہوئے اور آپ کے شہید کرنے میں حصہ لیا شدید بلاؤں اور مصائب میں مبتلا کیا۔ شہید مرحوم کے قتل میں امیر کابل سے بھی زیادہ ذمہ دار اس کا بھائی سردار نصر اللہ خاں تھا۔ اسکے متعلق مسٹر انگس ہملٹن اپنی کتاب "افغانستان" میں لکھتا ہے۔ (کہ شہید مرحوم کی سنگساری کے دوسرے دن ہی یعنی ۱۵ جولائی ۱۹۰۳ء کو۔ ناقل) افغانستان کے شہر کابل اور شمالی و مشرقی صوبجات میں زور شور سے ہیضہ پھوٹ پڑا جو اپنی شدت کے سبب سے ۱۸۷۹ء کی وباء ہیضہ سے بدتر تھا۔ سردار نصر اللہ خاں کی بیوی اور ایک بیٹا اور خاندان شاہی کے کئی افراد اور ہزارہا باشندگان کابل اس وباء کے ذریعہ لقمہ اجل ہوئے اور شہر میں افراتفری پڑ گئی کہ ہر شخص کو اپنی جان کا فکر لاحق ہو گیا اور ایک دوسرے کے حالات سے بے فکر اور بے خبر ہو گیا۔

امیر حبیب اللہ خاں اپنے بھائی نصر اللہ خاں کی سازش سے ۲۰ فروری ۱۹۱۹ء کی رات کو سوتے وقت پستول کے ایک ہی فائر سے ہمیشہ کی نیند سلا دئیے گئے۔ جس طرح اسنے حضرت شہید مرحوم کے جسد اطہر پر سنگباری کی تھی ٹھیک اسی طرح علاقہ شنوار کے باغیوں نے جلال آباد پر حملہ کر کے اسکی قبر پر پتھروں کی بارش کی اور مرنے کے بعد رجم کیا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ حضرت شہید رح کے دو نوجوان فرزند حضرت محمد سعید جان اور حضرت محمد عمر جان جیل فیور سے شہید ہو گئے۔ خدا تعالےٰ نے امیر حبیب اللہ سے اس کا انتقام یوں لیا کہ خود اس کا جوان بیٹا سردار حیات اللہ خاں پھانسی چڑھا۔ کتاب "غازی" کا مصنف لکھتا ہے۔ بچہ سقاؤ نے خفیہ ہی خفیہ اُسے پھانسی دے کر ارک کی ایک دیوار کے نیچے دبا دیا۔ ملاؤں کے فتوٰی کی تکمیل میں زیادہ تر حصہ سردار نصر اللہ خاں کا تھا اسی نے حضرت شہید مرحوم کو پا بجولاں کیا اور قید میں رکھا۔ یہی سزا اسے ملی۔ سردار امان اللہ خاں کے حکم شاہی فرمان سے پا بجولاں دربار شاہی میں لایا گیا اور اُسے نظر بند کیا گیا۔ کہتے ہیں اس صدمہ سے اس کا دماغ مختل ہو گیا اور وہ کچھ عرصہ کے بعد رات کے وقت اس برج میں جہاں مقید تھا جبس دم کر کے قتل کر دیا گیا۔ اور جس طرح اسنے حضرت شہید مرحوم کی قبر معدوم کرا دی تھی اسی طرح امیر امان اللہ خاں نے اسکی قبر کا نام و نشان مٹا دیا اور اس کا نوجوان لڑکا قتل ہوا۔

وہ منتریر اہل حدیث پنجابی جنہوں نے حضرت شہید مرحوم کو قید و بند دلانے کی کارروائی میں حصہ لیا اور جن کا سرغنہ ڈاکٹر عبد الغنی تھا جس نے مجلس بحث کے جو شہید مرحوم اور علمائے کابل میں تجویز ہوئی تھی ثالث کے فرائض سرانجام دیئے تھے۔ وہ بھی انتقام الٰہی سے نہ بچ سکا۔ امیر حبیب اللہ خاں نے ان کو نمک حرامی کی سزا میں گیارہ سال تک اسیر زنداں کر دیا۔ وہ ابھی قید میں ہی تھا کہ اس کی بیوی پنجاب آتے ہوئے لنڈی کوتل سرائے میں مر گئی۔ اور پبلک نے چندہ کر کے کفن دفن کا انتظام کیا اور اس کا نوجوان بیٹا شہر کابل میں دن دہاڑے جبکہ وہ بازار سے سودا لے کر گھر جا رہا تھا قتل کیا گیا۔ کسی نے تلوار مار کر اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔ جب گیارہ سال جیل میں کاٹنے کے بعد وہ رہا ہوا پھر رہا ہوتے ہوتے ملک بدر کیا گیا۔

اور حضرت شہید مرحوم پر فتوٰی دینے والے قاضی عبد الرزاق جو افسر مدارس اور ملائی حضور کا عہدہ رکھتا تھا امیر حبیب اللہ خاں نے ایک جرم کی بناء پر اسے ان سب عہدوں سے برطرف کر دیا اور اسے ایک ہزار روپیہ کا جرمانہ کیا اور بعد ازاں امیر امان اللہ خاں کا زمانہ آیا تو انہوں نے حاجی عبد الرزاق کو کوڑے لگوائے اور مجرموں کی طرح روزانہ حاضری کا حکم دیا۔ اس سزا کے بعد وہ کابل سے ایسے غائب ہوئے کہ گویا زندہ درگور ہو گئے۔

اور بالآخر ۱۹۲۹ء میں ایسا انقلاب آیا کہ بچہ سقا جیسے ایک معمولی شخص نے اس شاہی خاندان کے آخری سلطان امیر امان اللہ خاں پر چڑھائی کر کے حکومت افغانستان کا تختہ الٹ دیا اور اسطرح امیر حبیب اللہ خاں کے خاندان سے حکومت چھن گئی۔ اور امیر امان اللہ خاں کو ملک سے بھاگ کر کے اٹلی میں پناہ لینی پڑی اور آخر کار غربت کی حالت میں ان کو بصد حسرت و یاس یہ دنیائے فانی چھوڑنی پڑی غرضیکہ کابل کے عوام سے لے کر بادشاہ تک خدائے قہار کی قاہرانہ تجلیوں کے شکار ہوئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"صاحبزادہ عبد اللطیف کی شہادت کا واقعہ تمہارے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ دیکھو اس نے اپنے ایمان کا ایک نمونہ دکھایا ہے۔ اسنے دنیا اور اسکے متعلقات کی کچھ بھی پروا نہ کی۔ بیوی یا بچوں کا غم اسکے ایمان پر کوئی اثر نہیں ڈال سکا۔ دنیوی عزت اور منصب اور تنعم نے اس کو بزدل نہیں بنایا۔ اسنے جان دینی گوارا کی۔ مگر ایمان کو ضائع نہ کیا۔ عبد اللطیف کہنے کو تو مارا گیا یا مر گیا مگر یقیناً سمجھو کہ وہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا اور کبھی نہیں مرے گا۔

عبد اللطیف کے لئے وہ دن جو اس کی سنگساری کا دن تھا کیسا مشکل تھا۔ وہ ایک میدان میں سنگساری کے لئے لایا گیا اور ایک خلقت اس تماشا کو دیکھ رہی تھی مگر وہ دن اپنی جگہ کس قدر قدر و قیمت رکھتا ہے۔ اگر اسکی باقی ساری زندگی ایک طرف ہو اور وہ دن ایک طرف تو وہ دن قدر و قیمت میں بڑھ جاتا ہے۔"

پس شہید مرحوم کی قربانی درحقیقت ایک فرد کی قربانی نہ تھی بلکہ ایک خاندان کی قربانی تھی۔ کیونکہ جس طرح شہید مرحوم نے حق و صداقت کے لئے اپنی جان دے کر اپنے صدق و اخلاص پر مہر لگا دی اسی طرح ان کی زوجہ مطہرہ اور ان کے بچوں نے ان کی جدائی کا صدمہ اور ظالموں کے ظلم و ستم برداشت کر کے اپنے بے نظیر اخلاص کا نمونہ دکھایا۔ اس لئے شہید مرحوم کی قربانی حضرت ابراہیمؑ کی قربانی کا رنگ رکھتی ہے جن کی قربانی سے متعلق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"جب حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت ہاجرہؓ کو ایک بے آب و گیاہ جنگل میں چھوڑ آئے تو گو وہ خود اس جنگل سے باہر چلے گئے لیکن ان کی قربانی یہ تھی کہ انہوں نے اپنی بیوی اور اکلوتے بچے کی جدائی کا دکھ اٹھایا اور اپنے بیٹے کا دکھ دیکھا اور بیٹے کی قربانی یہ تھی کہ وہ اپنی مرضی سے ایک ایسے جنگل میں بس گیا جہاں دور دور تک انسان نظر نہیں آتا تھا اور اسنے نہ صرف خود پیاس اور بھوک کی تکلیف اٹھائی بلکہ ماں اور باپ کا دکھ بھی دیکھا۔ پس وہ قربانی ایک فرد کی نہیں تھی جو حضرت ابراہیمؑ نے حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسمٰعیلؑ کو ایک بے آب و گیاہ جنگل میں چھوڑ کر کی بلکہ درحقیقت وہ سارے خاندان کی قربانی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر فی الواقع آج ہر مسلمان ان معنوں میں عید منانے لگ جائے اور وہ دنبوں اور بکروں کی قربانی کے ساتھ ساتھ اپنی اور اپنے بیٹوں کی قربانی بھی کرنے لگ جائے تو دنیا کی کوئی طاقت انہیں تباہ نہیں کر سکتی اور اگر ہم ابراہیمی روح اپنے اندر پیدا کر لیں اور پاکستانی خدا تعالیٰ کی راہ میں مرنا قبول کر لیں تو وہ یقیناً دنیا پر غالب آ سکتے ہیں لیکن شرط یہی ہے کہ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس بات کی کوئی پرواہ نہ کی کہ میری بیوی اور بیٹے کا کیا بنے گا۔ اسی طرح پاکستانی یہ خیال نہ کریں کہ اگر وہ مر گئے تو ان کے بعد ان کے بیوی بچوں کا کیا حال ہوگا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب خدا تعالیٰ نے اپنی بیوی اور اکلوتے بیٹے کو ایک بے آب و گیاہ جنگل میں چھوڑنے کا حکم دے دیا تھا تو آپ نے یہ سوال نہیں کیا تھا کہ خدایا انہیں وہاں کیا خرچ ملے گا بلکہ آپؑ نے بغیر کوئی سوال کئے خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی اور کہا کہ اگر وہ بھوک سے مرتے ہیں تو بے شک مریں۔ دھوپ میں جلتے ہیں تو بے شک جلیں میں نے خدا تعالیٰ کا حکم پورا کرنا ہے۔

اسی طرح اگر یہ روح ہماری جماعت کے افراد میں بھی پیدا ہو جائے تو ہماری جدوجہد کتنی وسیع ہو سکتی ہے۔ اس لئے اگر مبلغین ابراہیم بننا چاہتے ہیں تو انہیں اپنے بیوی بچوں سے حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسمٰعیلؑ والا سلوک کرنا چاہیئے اور اگر دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالیٰ سے ہی اپنی حاجات طلب کرو تو تم دیکھو گے کہ زمین اپنے خزانے اُگل دے گی اور آسمان اپنی بھاری دولتیں برسا دے گا۔

پس ہماری جماعت کے افراد کو بھی یہ عہد کر لینا چاہیئے کہ خواہ ہم پر کتنی بڑی مشکلات آئیں اور خواہ ہمیں مالی اور جانی لحاظ سے کتنی بڑی قربانیاں کرنی پڑیں پھر بھی جو کام ہمارے آسمانی آقا نے ہمارے سپرد کیا ہے ہم اس کی بجا آوری میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کریں گے اور خدائی امانت میں کوئی خیانت نہیں کریں گے۔ ہمارے سپرد اللہ تعالےٰ نے یہ کام کیا ہے کہ ہم اس کی بادشاہت کو دنیا میں قائم کریں۔ اگر ہم یہ عزم کر لیں اور دین کے لئے متواتر قربانیاں کرتے چلے جائیں تو یقیناً اللہ تعالےٰ ہمیں ضائع نہیں کرے گا اور اسلام اور احمدیت کو دنیا میں غالب کر دے گا۔

اور یہ ہمارا زمانہ قربانیوں کی عید کا زمانہ ہے۔ پس آؤ ہم قربانیوں کی یہ عید اسی طرح منائیں جس طرح خدا تعالےٰ نے حکم دیا ہے۔ بالآخر میں حاضرین میں سے ہر ایک کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامی الفاظ میں مبارکباد دیتا ہوں

"آمد آں عید مبارک بادت
عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو"

اور حضرت اقدس کے اپنے الفاظ میں آپ سے کہتا ہوں:۔

"اگر تم ایماندار ہو تو شکر کرو اور شکر کے سجدات بجا لاؤ کہ وہ زمانہ جس کا انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آباء گزر گئے اور بیشمار روحیں اس کے شوق میں ہی سفر کر گئیں وہ وقت تم نے پا لیا اب اس کی قدر کرنا یا نہ کرنا اور اس سے فائدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا تمہارے ہاتھ میں ہے۔"
(فتح اسلام)

وصایا

نوٹ:۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز صدر انجمن احمدیہ قادیان کی منظوری سے قبل صرف اس لئے شائع کی جا رہی ہیں تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو پندرہ دن کے اندر اندر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ قادیان)

نمبر ۱۳۵۷۸:۔ میں مسعود احمد ولد بشیر احمد صاحب ولد مومن حسین صاحب مرحوم قوم احمدی پیشہ موٹر مکینک عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی۔ ساکن حیدرآباد۔ ڈاک خانہ حیدرآباد ضلع حیدرآباد صوبہ آندھرا۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۱۱/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں ہے میری ماہوار آمد -/۱۰۰ روپے ہے جو موٹر مکینک کا کام کرنے کے عوض مجھے ملتی ہے میں اپنی موجودہ و آئندہ آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری وفات کے وقت میری جو جائداد ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی، ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
العبد مسعود احمد موصی ۸/۱۱/۶۴ گواہ شد یوسف حسین ولد احمد حسین صاحب مومن منزل سعید آباد گواہ شد مولوی احمد حسین ولد مومن حسین صاحب مرحوم مومن منزل سعید آباد۔ حیدرآباد دکن۔

نمبر ۱۳۵۸۰:۔ میں عبد الحمید انصاری ولد خواجہ عبد الواحد صاحب انصاری۔ قوم احمدی پیشہ تجارت عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن حیدرآباد۔ ڈاک خانہ حیدرآباد۔ ضلع حیدرآباد صوبہ آندھرا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۱۱/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے ایک دستی گھڑی قیمت -/۱۰۰ روپے موٹر سائیکل قیمت -/۱۵۰۰ روپے۔ میں اپنی اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری وفات کے وقت میری جو جائداد ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اس وقت میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو آندھرا آٹو موبائل سروس عنبر بازار میں پرائیویٹ سروس سے -/۱۲۰ روپے ماہوار مجھے مل رہا ہے میں اپنی موجودہ و آئندہ آمد کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں
ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
العبد خواجہ عبد الحمید انصاری موصی۔
گواہ شد مولوی احمد حسین ولد مولوی مومن حسین صاحب مرحوم مومن منزل سعید آباد۔ حیدرآباد دکن
گواہ شد سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن۔ ۸/۱۱/۶۴

نمبر ۱۳۵۸۱:۔ میں منور بیگم بیوہ سید عظیم شاہ صاحب مرحوم قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۶۲ء ساکن حیدرآباد۔ ڈاک خانہ حیدرآباد ضلع حیدرآباد۔ صوبہ آندھرا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶/۱۱/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت جائداد حسب ذیل ہے (۱) حق مہر شوہر سے نہیں ملا تھا۔ بیوہ ہوئے بھی ۲۵/۳۰ سال ہو چکے ہیں۔ (۲) زیور کوئی نہیں۔ (۳) میری ایک مکان جو محلہ فرسٹ لانسر میں ہے اس مکان کا رقبہ اندازاً -/۲۰۰ گز ہے اور موجودہ قیمت اندازاً -/۴۵۰۰ روپے ہے۔ اس مکان میں چار کمرے اور چار دکانیں ہیں میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں میری وفات کے وقت میری جو جائداد ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔
مجھے اپنی دکانوں وغیرہ کا کرایہ -/۴۸ روپے ماہوار مل جاتا ہے میں اپنی آمد کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ گواہ شد خواجہ عبد الحمید صاحب انصاری ولد خواجہ عبد الواحد صاحب انصاری ساکن محلہ مراد نگر حیدرآباد۔
گواہ شد۔ خواجہ عبد الواحد انصاری ولد خواجہ عبد الوحید صاحب انصاری ساکن محلہ مراد نگر حیدرآباد دکن ۶/۱۱/۶۴

نمبر ۱۳۵۸۲:۔ میں احمد عبد الرشید ولد احمد عبد اللہ صاحب قوم احمدی پیشہ ملازمت سرکاری عمر ۴۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن حیدرآباد ڈاک خانہ ضمیعہ ضلع حیدرآباد صوبہ آندھرا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۱۱/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔
میری جائداد اس وقت کوئی نہیں ہے۔ میں سرکاری ملازم ہوں جس سے مجھے -/۱۰۵ روپے ماہوار تنخواہ ملتی ہے میں اپنی موجودہ و آئندہ آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری وفات کے وقت میری جو جائداد ثابت ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
العبد احمد عبد الرشید موصی چنچل گوڑہ حیدرآباد دکن۔ گواہ شد شمس الدین صاحب ولد محمد اسماعیل صاحب ساکن چنچل گوڑہ حیدرآباد دکن۔ گواہ شد مولوی احمد حسین ولد مولوی مومن حسین صاحب مومن منزل سعید آباد حیدرآباد دکن۔ ۸/۱۱/۶۴

نمبر ۱۳۵۸۳:۔ میں رشید احمد ولد سیٹھ محمد حسین صاحب قوم احمدی۔ پیشہ تجارت عمر ۳۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن حیدرآباد ڈاک خانہ حیدرآباد ضلع حیدرآباد صوبہ آندھرا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۱۱/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے (۱) ایک مکان واقعہ محلہ ملے پلی جدید نمبر ۲۵۹ بی کلاس جس کی موجودہ قیمت تین ہزار روپیہ ہے (۲) مکان ۵۱۴/۵۱۳ محلہ جلال کوچہ حسینی علم حیدرآباد جس کی موجودہ قیمت پندرہ ہزار روپیہ ہے (۳) تجارتی سرمایہ پندرہ ہزار روپیہ۔
میں اپنی مذکورہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری وفات کے وقت میری جو جائداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔
مجھے اپنے تجارتی کاروبار سے -/۲۰۰ روپیہ ماہوار آمد ہو جاتی ہے میں اپنی موجودہ و آئندہ آمد کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔
العبد رشید احمد موصی گواہ شد سیٹھ معین الدین امیر جماعت احمدیہ لال ٹیکڑی حیدرآباد دکن
گواہ شد سیٹھ عمر صاحب ولد محمد حسین صاحب ساکن کاچی گوڑہ حیدرآباد دکن۔

نمبر ۱۳۵۸۷:۔ میں یوسف حسین ولد مولوی احمد حسین صاحب قوم احمدی پیشہ تجارت عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن حیدرآباد۔ ڈاک خانہ حیدرآباد۔ ضلع حیدرآباد صوبہ آندھرا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷/۱۱/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری غیر منقولہ جائداد اس وقت کوئی نہیں ہے البتہ تجارتی کاروباری سرمایہ -/۴۰۰۰ روپے ہے۔ میں اپنی جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری وفات کے وقت میری جو جائداد ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی
مجھے اس وقت تجارتی کاروبار سے مبلغ -/۱۵۰ روپے ماہوار آمد ہو جاتی ہے میں اپنی موجودہ و آئندہ آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
العبد یوسف حسین بقلم خود گواہ شد سیٹھ محمد معین الدین ولد سیٹھ محمد حسین صاحب لال ٹیکڑی۔ حیدرآباد دکن گواہ شد۔ مولوی احمد حسین ولد مولوی مومن حسین ساکن مومن منزل۔ محلہ سعید آباد۔ حیدرآباد دکن۔ ۷/۱۱/۶۴

نمبر ۱۳۵۸۸:۔ میں محمودہ بیگم زوجہ عبد الحمید صاحب انصاری۔ قوم احمدی۔ پیشہ خانہ داری عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن حیدرآباد۔ ڈاک خانہ حیدرآباد ضلع حیدرآباد صوبہ آندھرا۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷/۱۱/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے غیر منقولہ جائداد کوئی نہیں منقولہ جائداد یہ ہے:۔
(۱) حق مہر -/۲۰۰ روپے بذمہ شوہر ہے
(۲) سرمایہ تجارتی صنعتی مبلغ -/۵۰۰۰ روپے
(۳) زیورات یہ ہیں:۔
(الف) چندن ہار طلائی بارہ تولہ قیمت صرف -/۱۲۰۰ روپے (ب) نیکلس طلائی ۳½ تولہ قیمت -/۳۵۰ روپے (ج) نیکلس طلائی دو تولہ قیمت -/۲۰۰ روپے (د) ایرنگ ایک تولہ قیمت -/۱۰۰ روپے (ھ) انگوٹھیاں طلائی ۴ عدد وزنی ۲ تولہ -/۲۰۰ روپے۔
(۴) مشین سلائی -/۲۵۰ روپے۔
میں اپنی مندرجہ بالا تمام جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میری وفات کے وقت میری جو جائداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔
علاوہ ازیں مجھے مذکورہ بالا سرمایہ سے -/۲۵ روپے ماہوار آمد ہو جاتی ہے میں اپنی موجودہ و آئندہ آمد کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ الامۃ محمودہ بیگم۔ گواہ شد عبد الحمید انصاری صاحب ولد عبد الواحد انصاری صاحب ساکن لال ٹیکڑی حیدرآباد دکن
گواہ شد۔ سیٹھ معین الدین صاحب ولد سیٹھ محمد حسین صاحب مرحوم۔ ساکن لال ٹیکڑی حیدرآباد دکن۔ ۷/۱۱/۶۴

تبصرہ

تحریف بائیبل اور مسیحی علماءٔ

از مکرم ملک غلام فرید صاحب ایم۔ اے

جن دنوں کانگرسی تحریک زوروں پر تھی اور ہندوستان کے مسلمان منتشر حالت میں تھے اس وقت جن چند اشخاص نے ان کو خواب غفلت سے جگانے میں نمایاں حصہ لیا۔ ان میں مہاشہ ملک فضل حسین صاحب کا اپنا ایک مقام ہے۔ آپ نے "ہندو راج کے منصوبے" لکھ کر اسلامیان ہند کو ہندوؤں کے ان ناپاک عزائم سے خبردار کیا۔ جو اس وقت کے اہل وطن ان کے متعلق اپنے سینوں میں چھپائے بیٹھے تھے۔ یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ مسلمانان ہند کو بیدار کرنے اور مطالبۂ پاکستان میں جان ڈالنے میں مہاشہ فضل حسین صاحب کے "ہندو راج کے منصوبے" کا بھی کافی دخل ہے۔

اب مہاشہ صاحب کی تمام تر توجہ کا مرکز سیاست کی بجائے مذہبی لٹریچر پیدا کرنا بن چکا ہے۔ حال ہی میں آپ نے ایک نہایت مفید کتاب "تحریف بائیبل اور مسیحی علماء" تصنیف کی ہے۔ اور اس چھوٹی سی کتاب میں جہاں آپ نے چوٹی کے مسیحی علماء کی قریباً ۲۵ مستند تحریرات سے ثابت کیا ہے کہ بائیبل محرف و مبدل ہو چکی ہے۔ اور اس میں نہ صرف علمی غلطیاں پائی جاتی ہیں بلکہ تاریخی غلطیاں بھی اس میں بے شمار ہیں۔ اور مسیحی علماء کی اپنی تحقیق کے مطابق اس کی حیثیت زیادہ سے زیادہ یہ رہ گئی ہے کہ وہ ایک قوم کی تاریخ کا ایک خاکہ ہے۔ اور خاکہ بھی ایسا کہ اس میں کئی غلطیاں ہیں۔ دوسری طرف آپ نے ۲۵ ایسی قوی اور ناقابل تردید شہادتیں مسیحی چوٹی کے مصنفین کی پیش کی ہیں جن سے روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ قرآن کریم جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں موجود تھا بالکل بغیر کسی تغیر کے اس وقت ہمارے پاس موجود ہے۔

ملک صاحب کی یہ چھوٹی سی کتاب مذہبی لٹریچر میں ایک بہت قیمتی اضافہ ہے۔ مہاشہ صاحب کی یہ تصنیف اس لئے بھی قدر کے قابل ہے کہ آپ نے ایک لمبی اور تکلیف دہ بیماری میں بہت قیمتی اور مفید مواد بائیبل اور قرآن کریم کی تاریخی حیثیت کے متعلق مہیا کر دیا ہے۔ اللہ تعالےٰ مہاشہ صاحب کو جزائے خیر دے۔

اعلان دار القضاءٔ

مکرم میاں محمد شفیع صاحب مرحوم اوورسیر ریٹائرڈ ساکن محلہ حسام الدین سیالکوٹ شہر کے مندرجہ ورثاء نے درخواست دی ہے کہ اراضی تعدادی اڑھائی کنال پلاٹ نمبر ۱۱/۱۳ واقع محلہ دارالصدر ربوہ ضلع جھنگ جو مکرم میاں محمد شفیع صاحب مرحوم مذکور کے نام الاٹ شدہ ہے۔ وہ ہماری والدہ محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ بیوہ مکرم میاں محمد شفیع صاحب مرحوم کے نام منتقل کر دی جائے۔ کیونکہ ہم نے ۵۰۰ روپے میں ان کے پاس فروخت کر دی ہے۔

(۱) معصومۃ الرحمٰن صاحبہ (۲) صغرےٰ بیگم صاحبہ (۳) سکینہ بیگم صاحبہ (۴) حمیدہ بیگم صاحبہ (۵) رضیہ بیگم صاحبہ (۶) طیبہ صدیقہ صاحبہ (۷) ناصرہ صدیقہ صاحبہ (۸) زاہدہ نگہت صاحبہ (۹) طلعت مبارکہ صاحبہ دختران۔ (۱۰) عطاء الرحمٰن صاحب گوندل (۱۱) محمد نواز صاحب گوندل (۱۲) محمد اشفاق صاحب گوندل (۱۳) اسد محمد صاحب گوندل (۱۴) محمد الطاف صاحب گوندل (۱۵) ارشد محمود صاحب گوندل پسران

اس درخواست پر مکرم ابوالقاسم الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ کی تصدیق درج ہے۔ اگر کسی وارث وغیرہ کو اس پر کوئی اعتراض ہو تو ایک ماہ تک اطلاع دی جائے۔

(ناظم دار القضاء)

درخواست ہائے دعا

- • خاکسار کی والدہ محترمہ کافی عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ اب چند دنوں سے تکلیف زیادہ ہے۔ محمد جلال شمس واقف زندگی جامعہ احمدیہ ربوہ
- • خاکسار کا بھانجہ عزیزم محمد ساجد ابن مکرم چوہدری عبدالغفور صاحب بھٹی آف کنری کچھ عرصہ سے یرقان کی وجہ سے بیمار چلا آرہا ہے۔ عبدالرشید بھاٹی ناظم اصلاح و ارشاد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی
- • عزیزم ابراہیم ایاز کو لنڈن میں موٹر سائیکل کا حادثہ پیش آگیا ہے اور ضربات آئی ہیں اور وہاں ہسپتال میں داخل ہے۔ امۃ الرفیق اہلیہ مولوی غلام حسین صاحب ایاز مرحوم ربوہ
- • خاکسار عنقریب لنڈن جا رہا ہے۔ سردار رشید احمد ابن ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ربوہ
- • ہمیں ایک مقدمہ کی وجہ سے بہت پریشانی ہے۔ خاکسار فضل کریم ولد نور محمد صاحب مرحوم سوہاگا ضلع سرگودہا۔
- • خاکسار کی بیوی کے کان میں چودہ سو سال سے ناسور ہے۔ خاکسار محمد ابراہیم خلیل۔ از بشیر آباد سندھ
- • مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب معلم وقف جدید اور مکرم ناصر احمد صاحب واچ میکر گولبازار ربوہ لاہور کے ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ خواجہ عبدالمومن گولبازار ربوہ
- • میری والدہ محترمہ حج کے لئے تشریف لے گئی ہیں۔ عبداللطیف ستکوہی پیپر کارنر گنپت روڈ لاہور
- • مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب ڈائریکٹر موٹر لمیٹڈ راولپنڈی کو دل کا سخت دورہ ہو گیا تھا پہلے سے افاقہ ہے مگر ابھی پوری طرح صحت یاب نہیں ہوئے۔

احباب جماعت ان سب کے لئے دعا فرمائیں۔

پتہ جات مطلوب ہیں

(۱) دفعدار شیر محمد صاحب ولد عبدالرزاق صاحب موصی ۱۰۸۴۷ نے مورخہ ۱۲-۴-۴۸ ہر کال کسر ڈاکخانہ ڈھڈیال ضلع جہلم سے وصیت کی تھی۔ اس کے بعد موصی مختلف جگہوں پر سکونت پذیر رہے۔ مثلاً رسالپور چھاؤنی۔ راولپنڈی وغیرہ۔ اگر کسی کو ان کے موجودہ پتہ کا علم ہو تو فوری طور پر دفتر کو مطلع فرمائیں۔

(۲) مکرم شیخ سعید احمد صاحب موصی ۱۵۴۶۱ ولد شیخ فتح علی صاحب ساکن مارٹن پور کراچی کا پتہ درکار ہے۔

(۳) مکرم چوہدری خلیل احمد صاحب موصی ۱۵۱۴۵ ولد چوہدری نیاز محمد خان صاحب سابق ایس ڈی ایم ای۔ ایس ۲ وِلسن روڈ چکلالہ کا موجودہ پتہ درکار ہے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

درخواست دعا

میرے بڑے بھائی محمود شفقت صاحب (فرزند اکبر جناب قاضی محمد حنیف صاحب مرحوم) جن کو حکومت پاکستان نے مشرقی یورپ کے تین ممالک چیکوسلواکیہ، روما اور پولینڈ میں سفیر نامزد کیا ہے۔ اگلے چند روز میں پراگ کے لئے روانہ ہو رہے ہیں۔ بزرگان سلسلہ سے درخواست ہے کہ وہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ بھائی صاحب اور ان کے اہل و عیال کو خیر و عافیت سے رکھے۔ اور ان کو اپنے نئے منصب میں ملک کی اعلیٰ ترین خدمات کی ادائیگی کا موقعہ عطا فرمائے۔

بلقیس محمود احمد (بیگم ڈاکٹر میجر محمود احمد صاحب شہید) لاہور

جماعت احمدیہ انگلستان کے زیرِ اہتمام

لندن، بریڈفورڈ، گلاسگو، ہڈرزفیلڈ اور لیڈز میں عیدالاضحی کی مبارک تقریب

اسلامی شعار کے مطابق پورے اہتمام سے منائی گئی!

مسجد فضل لندن میں نمازِ عید محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے پڑھائی اور خطبہ دیا

لندن (بذریعہ تار) مکرم بی اے رفیق صاحب امام مسجد لندن بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں کہ مورخہ ۱۰ ذوالحجہ ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۳ اپریل ۱۹۶۵ء کو جماعت احمدیہ انگلستان کے زیرِ اہتمام انگلستان کے متعدد شہروں میں عیدالاضحیٰ کی مبارک تقریب اسلامی شعار کے مطابق پورے اہتمام سے منائی گئی۔ ان شہروں میں لندن، بریڈفورڈ، گلاسگو، ہڈرزفیلڈ اور لیڈز خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

سب سے بڑا اجتماع مسجد فضل لندن میں ہوا۔ وہاں نمازِ عید میں سات سو کے قریب احباب نے شرکت کی۔ ان میں پاکستان کے علاوہ ترکی، قبرص، انگلستان، نائیجیریا، ماریشس، مشرقی افریقہ اور متعدد دوسرے ممالک کے مسلمان باشندے شامل تھے۔ نمازِ عید عالمی عدالت ہیگ کے جج محترم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے پڑھائی۔ آپ نے قربانی کی اہمیت اور اس کے فلسفہ پر ایمان افروز خطبہ دیا جو قریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ اور اسلام کی راہ میں قربانیاں پیش کرنے اور خدمتِ بنی نوع کے عہد کو نبھانے پر خاص زور دیا۔ نماز اور خطبہ کے بعد جملہ مہمانوں کی خدمت میں ہلکا ناشتہ پیش کیا گیا۔

مستورات کے لئے ۶۱ میلروز روڈ کے نئے ہال میں علیحدہ انتظام کیا گیا تھا چنانچہ وہ بھی نماز میں کثیر تعداد میں شریک ہوئیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

کی بارہویں تربیتی کلاس کا افتتاح

مجلس خدام الاحمدیہ کی بارہویں مرکزی تربیتی کلاس کا افتتاح مورخہ ۱۶ ؍ ۴ ؍ ۶۵ بروز جمعہ شام کے پانچ بجے محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ بشیر ہال تعلیم الاسلام ہائی سکول میں فرمائیں گے۔ خدام زیادہ سے زیادہ تعداد میں شامل ہو کر مستفید ہوں۔"

(مہتمم تعلیم)

نہ سلطنت کی تمنا نہ خواہشِ اکرام

یہی ہے کافی کہ مولیٰ کا اک نقیب ہوں میں

(کلامِ محمود)

صدر ایوب نے کابینہ کو دورۂ روس کی تفصیلات سے آگاہ کر دیا

صدر امریکہ کے دورہ پر ۲۲ اپریل کو کراچی سے روانہ ہوں گے

راولپنڈی ۱۶ اپریل۔ کل یہاں صدر ایوب خان کی صدارت میں نئی صدارتی کابینہ کا پہلا اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس تین گھنٹے تک جاری رہا اور صدر ایوب نے کابینہ کے وزراء کو اپنے چین اور روس کے دورے کی تفصیلات اور نتائج سے آگاہ کیا۔ اجلاس میں دیگر اہم امور بھی زیرِ غور آئے جن میں صدر کے دورہ امریکہ سے متعلق امور بھی شامل تھے۔

صدر محمد ایوب خان ہفتہ کے روز راولپنڈی سے پشاور روانہ ہو جائیں گے جہاں وہ جشن خیبر میں شرکت کریں گے۔ دو روز پشاور میں قیام کرنے کے بعد صدر ایوب پیر کے روز بذریعہ طیارہ کراچی روانہ ہو جائیں گے جہاں سے وہ ۲۲ اپریل کو امریکہ کے دورہ پر روانہ ہو رہے ہیں۔ صدر ایوب اس سے قبل امریکہ کے آنجہانی صدر کینیڈی سے ملاقات کر چکے تھے لنڈن جانسن سے صدر ایوب نے اس وقت ملاقات کی تھی جب مسٹر جانسن نائب صدر تھے۔ صدر کی حیثیت سے صدر جانسن اور صدر ایوب کے درمیان یہ پہلی ملاقات ہوگی۔ صدر ایوب کا یہ دوسرا دورۂ امریکہ ہے اور صدر ایوب پاکستان کے چوتھے سربراہ حکومت ہیں جو امریکہ کا دورہ کر رہے ہیں۔ اس سے قبل وزیر اعظم لیاقت علی خاں، وزیر اعظم سہروردی، اور وزیر اعظم محمد علی بوگرہ امریکہ کا دورہ کر چکے ہیں۔

دو ماہ کے عرصہ میں صدر ایوب کا یہ تیسرا غیر ملکی دورہ ہوگا۔ صدر ایوب خان گزشتہ ماہ مارچ کو عوامی جمہوریہ چین کے دورے پر گئے تھے چین سے واپسی کے بعد ۳ اپریل سے ۱۱ اپریل تک صدر ایوب نے روس کا دورہ کیا۔

پاکستان کے سربراہ مملکت نے اس سے قبل کبھی دنیا کے اتنے اہم ممالک کے لیڈروں سے اس طرح ملاقات نہیں کی۔ صدر ایوب کو انڈونیشیا کے صدر ڈاکٹر سوکارنو نے بھی انڈونیشیا کے دورے کی دعوت دی تھی لیکن صدر ایوب روس اور امریکہ کے دورہ کے طے شدہ پروگرام کی وجہ سے جکارتہ جانے کا وقت نہیں نکال سکے اور ان کی خواہش پر اب وزیر خارجہ مسٹر بھٹو انڈونیشیا جائیں گے۔ جہاں وہ افریشیائی اقوام کی پہلی بانڈونگ کانفرنس کی سالگرہ کی تقریبات میں شرکت کریں گے۔

صدر جانسن نے طوفان زدہ علاقوں کا دورہ کیا

واشنگٹن ۱۶ اپریل۔ صدر جانسن نے بدھ کے دن حالیہ طوفانوں اور سیلابوں سے ہونے والے نقصان کا جائزہ لینے کے لئے امریکہ کی متاثرہ ریاستوں کا دورہ کیا انہوں نے تعمیر نو کے کام کے لئے وفاقی امداد کا وعدہ کیا۔ ان ریاستوں میں ۱۱ اپریل کو طوفانوں سے ۲۴۸ افراد ہلاک اور دو ہزار افراد زخمی ہو گئے تھے اور ۱۸۰۰ دو ہزار افراد بے گھر ہو گئے تھے۔

اعلانِ نکاح

میرے بیٹے عزیزم شیخ ریاض محمود قائد مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کا نکاح بشارت ریحانہ صاحبہ بنت مکرم میاں نذیر احمد صاحب انجینئر لاہور کے ساتھ پانچ ہزار روپے حق مہر پر محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے مورخہ ۴ اپریل ۱۹۶۵ء بعد نمازِ عصر مسجد دارالذکر لاہور میں پڑھا۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اس رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لئے دعا فرمائیں نیز میرے تمام بچوں کے لئے بھی دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ انہیں دینی اور دنیاوی دولت سے مالا مال فرمائے اور آخری سانس تک سلسلہ احمدیہ کی بیش از بیش خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(والدہ شیخ ریاض محمود، سیکرٹری اصلاح و ارشاد لجنہ اماء اللہ لاہور)

تقریب شادی

مکرم میاں غلام محمد صاحب اختر ناظر دیوان و صنعت و تجارت صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے چھوٹے صاحبزادے عزیز مبشر احمد صاحب اختر کی تقریب شادی ہمراہ عزیزہ بشریٰ قدسی صاحبہ بنت محترم مشتاق احمد صاحب پی آر ایس چیف آفیسر پاکستان ویسٹرن ریلوے مورخہ ۱۱ اپریل ۱۹۶۵ء بروز اتوار عمل میں آئی ان کا نکاح مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۶۴ء کو محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے پڑھا تھا۔

بارات مورخہ ۱۱ اپریل کو صبح ۸ بجے موٹروں میں ربوہ سے لاہور روانہ ہوئی جو خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کثیر التعداد افراد بعض صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام، صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے ناظر و وکلاء صاحبان اور متعدد دیگر احباب پر مشتمل تھی لاہور میں ۴ بجے سہ پہر محترم جناب مشتاق احمد صاحب کی کوٹھی پر تقریب رخصتانہ عمل میں آئی جس میں ریلوے کے اعلیٰ افسران ہائی کورٹ کے متعدد جج صاحبان اور بار ایسوسی ایشن کے اراکین بھی شامل ہوئے۔ دعا محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب نے کرائی۔ بارات اسی روز ۸ بجے شب لاہور سے ربوہ واپس پہنچی۔

مورخہ ۱۲ اپریل کو مکرم میاں غلام محمد صاحب اختر نے اپنی کوٹھی واقع محلہ دارالصدر غربی میں دعوتِ ولیمہ کا اہتمام کیا جس میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض افراد اور متعدد دیگر احباب شریک ہوئے۔ دعوتِ طعام کے اختتام پر محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے رشتہ کے بابرکت ہونے کی دعا کرائی۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لئے ہر طرح خیر و برکت اور یمن و سعادت کا موجب اور مثمر ثمراتِ حسنہ بنائے۔ آمین۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴